جس سے چل کر نبوت اسی پر رکی
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

سیرت نیّرِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نور سے ظہور تک

(جلد اول)

ازقلم: پیر طریقت رہبر شریعت نیّر ملت اسیرِ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت علامہ
ابوالرضا اللہ بخش نیّر چشتی نقشبندی قادری دامت برکاتہ،
دربار عالیہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ
0300-8762350

ترتیب وتدوین **پروفیسر احمد رضا اعظمی المجددی الباروی**

ناشر: ادارہ تحقیقات نیّر ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ
پنجاب پاکستان
0300-8762360
0303-7448830

(سندر پرنٹرز لیہ ☎410821)

نام کتاب: سیرت نیّر رسالت ﷺ

نام مؤلف: اسیر دیار حبیب ﷺ حضرت علامہ پیر اللہ بخش نیّر چشتی نقشبندی قادری مدظلہ

مرتب: پروفیسر احمد رضا اعظمی المجددی الباروی

صفحات: 50

اشاعت: دوم

سال طباعت: 2010ء

تعداد: 1000

قیمت: 30 روپے

ناشر: ادارہ تحقیقات نیّر ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ پنجاب
0300-8762360 -- 0303-7448830

ملنے کا پتہ: (i) جامعہ نیّر المدارس ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

(ii) گل رحیم بک سنٹر چوبارہ روڈ لیہ

(iii) ڈاکٹر عبدالمنعم خان نقشبندی نیّری۔ مرکز انوار نقشبندیہ بلاک نمبر 12
بند گلی ڈیرہ غازی خان

(iv) الحاج نواب محمد مظہر المعروف نواب ببلی خان نقشبندی نیّری ملتان روڈ میلسی

پرنٹرز: سُندر پرنٹرز لیہ ☎410821

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ○
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ○

سیرت نیر رسالت

بیان نور مصطفیٰ و میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(جلد اول)

از قلم

غبار راہِ مدینہ فقیر ابو الرضا

اللہ بخش نیر

خادم آستانہ عالیہ ھوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ پنجاب پاکستان

سیرت نیر رسالت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمین - الذین مَنَّ علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلوا علیهم اٰیٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین - والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین -

بیان حقیقت محمدیہ من الانوار الصمدیہ

ارشاد خداوندی ہے۔

قد جاء کم من الله نور وکتاب مبین (پ ۶ سورۃ المائدہ)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور مطلق (مطلق حسی حقیقی نور) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روشن کتاب۔

اس آیت کریمہ میں حسب تصریحات جمہور علماء مفسرین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (۱) تفسیر جلالین مطبوعہ اصح المطابع ص ۹۷۔ (۲) تفسیر بیضاوی ص ۱۴۴۔ (۳) تفسیر ابن جریر طبری طبع مصری ص ۹۲ پ ۶۔ (۴) خازن ص ۲۳ ج ۲۔ (۵) تفسیر کبیر ص ۱۸۹، ۱۹۰ ج ۱۱۔ (۶) تفسیر معالم التنزیل بغوی ص ۲۳ ج ۲۔ (۷) تفسیر ابن عباس طبع مصری ص ۷۲۔ (۸) تفسیر ابوالسعود ص ۲۶ ج ۴۔ (۹) تفسیر مدارک ص ۲۰۶ ج ۱۔ (۱۰) تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ص ۱۰۲۔ (۱۱)۔ تفسیر درۃ البیضا در البیضا قلمی از امام غزالی ص ۳۰۔ (۱۲) حاشیہ بیضاوی للشہاب خفاجی ص ۲۲۶ ج ۳۔ (۱۳) نیشاپوری ص ۵۷ پ ۶۔ (۱۴) جمل ص ۴۷۵ ج ۱۔ (۱۵) تفسیر عرائس البیان ص ۱۷۷ ج ۱۔ (۱۶) جواہر الحسان فی تفسیر القرآن ص ۴۵۳، ج ۱۔ (۱۷) تفسیر مظہری ص ۶۷، ج ۲۔

(۱۸) تفسیر جامع الاحکام القرآن ص ۱۱۸ ج ٦ - (۱۹) تفسیر روح البیان ص ۵۲۸، ج ا- (۲۰) تفسیر روح المعانی ص ۸۷، پ ٦ میں ہے- وھونور الانوار النبی المختار- معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نور ہی نہیں بلکہ نور الانوار یعنی سب نوروں کا نور ہیں-

الانوار نور کے تمام اقسام وافراد کو شامل ہے اور لفظ نور اس کی طرف مضاف بہ اضافت استغراقیہ ہے جو مضاف الیہ کے جمیع افراد کو شامل ہے اور اس کا مفاد یہ ہے کہ عالم کا کوئی نور ایسا نہیں جس کا نور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں حضور صرف نور نہیں بلکہ نور الانوار ہیں لہذا آیت کریمہ (قد جاء کم من اللہ نور) میں لفظ نور ہر قسم کی نورانیت کو شامل ہے- حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کامل نور ہیں جس کے دامن میں تمام عالم کے حقائق نوریہ مستور ہیں- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں علم وحکمت، ایمان وعرفان اور ہدایت واسلام کے نور ہیں وہاں آپ حسی حقیقت نور بھی ہیں-

(۲۱) امام عارف باللہ احمد صاوی تفسیر صاوی شرح جلالین ص ۲۷۵ ج ا طبع مصری میں فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نور حسی اور معنوی کی اصل ہیں- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت بھی ہیں مگر صرف نور ہدایت نہیں حسی حقیقی نور بھی ہیں (۲۳، ۲۲) تفسیر حسینی ص ۱۲۸ ج ا تفسیر قادری ص ۲۱۷ ج ا میں ہے- مفسروں نے کہا ہے کہ نور تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک جو نور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے جو چیز حق تعالیٰ بسبب نور قدم کے ظلمت کدۂ عدم سے وجود میں لایا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا کہ اول ما خلق اللہ نوری بعد اس کے عالم کو اس کے نور کے ظہور اور اس کے ظہور کے نور کے واسطے موجود کیا اور نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص میں مذکور ہے کہ سب خلائق کے منشاء اور معاد کی اصل حضرت حقیقۃ الحقائق ہے- اور وہ حقیقت محمدی اور نور احمدی کی صورت واحدی احدی ہے- جامع سب کمالات الٰہی وکماھی ہے-

(۲۴) یہی لفظ ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ شیخ غلام علی ومطبوعہ ملک دین محمد میں بھی ہیں- (۲۵) تفسیر السراج المنیر ص ۲٦۳ ج ا- (۲٦) کتاب الشفاء مطبوعہ لاہور

ص۹۶ ج۱- (۲۷) نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ص۴۱۶ ج۲ (۲۸) شرح شفاء لعلامہ علی قاری ص۴۱۶ ج۲- (۲۹، ۳۰) نسیم الریاض شرح شفا ص۳۹۶ ج۲ ص۱۱۱ ج۱- (۳۱، ۳۲) شرح شفا لعلامہ علی القاری ص۳۹۶ ج۲ ص۱۰۹ ج۱ ص۱۱۴ ج۱- (۳۳، ۳۴) ترجمہ مواہب اللدنیہ مصدقہ علمائے دیوبند ص۱۴۲ ج۲، ص۱۸۵ ج۲- (۳۵، ۳۶) زرقانی علی المواہب ص۱۴۹ ج۳ ص۱۷۱ ج۳- (۳۷) جواہر البحار ص۶، ۷ ج۱- (۳۸) جواہر البحار ص۲۶۹ ج۱- (۳۹) جواہر البحار ص۲۲۰ ج۳- (۴۰) جواہر البحار ص۲۲۷، ج۲- (۴۱) جواہر البحار ص۴۸، ج۳- (۴۲) جواہر البحار ص۹۹، ج۳- (۴۳) جواہر البحار ص۲۲۵، ج۴- (۴۴، ۴۵، ۴۶) تفسیر حقانی- ابن کثیر جامع البیان ص۹۵ میں بھی لکھا ہے کہ آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے-

(۴۷) **علمائے دیوبند کے بزرگ کا فیصلہ:** مولوی رشید احمد گنگوہی امداد السلوک ص۱۸۱ ترجمہ علامہ عاشق الہٰی میرٹھی خلیفہ تھانوی صاحب میں ہے- حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے کہ بے شک آیا تمہارے پاس حق تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب اور نور سے مراد حبیب خدا کی ذات ہے- ان حوالہ جات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں-

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس نور ہے-

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف علم وہدایت کا نور نہیں بلکہ تمام نوروں کا نور اور ہر نور حسی اور معنوی کی اصل ہیں- لہذا آپ علم وہدایت کا نور ہونے کے علاوہ مجسم ذاتی حسی اور حقیقی نور ہیں- آپ کو حقیقت اور نفس وذات کے اعتبار سے بشر بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح کہنا بدترین گستاخی اور بالکل غلط ہے نفس ذات اور حقیقت کے اعتبار سے آپ من اللہ نور ہیں- آپ خدا کی پہلی مخلوق ہیں سب سے پہلے خدا نے آپ کے نور کو پیدا فرمایا- آپ سب مخلوق کے منشاء اور معاد کی اصل ہیں اسی کا نام حقیقت محمدی ہے-

دوسری آیت کریمہ

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ......الایۃ (پ۱۸ سورۃ نور)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مثال مثل ایک طاق کی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ قندیل میں ہو گویا کہ وہ تارا ہے چمکتا ہوا۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں نورہٖ (اللہ کا نور) جو ارشاد فرمایا گیا ہے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ (۱) تفسیر ابن جریر ص۹۵ پ۱۸۔ (۲) تفسیر خازن ص۶۳ ج۵۔ (۳) تفسیر معالم التنزیل ص۶۳ ج۵۔ (۴) تفسیر نیشاپوری ص۹۸، پ۱۸۔ (۵) تفسیر درمنثور ص۴۹، ج۵۔ (۶) تفسیر جمل ص۲۲۴، ج۳۔ (۷) تفسیر حسینی ص۶۹، ج۲۔ (۸) تفسیر قادری۔ (۹) تفسیر جامع البیان ص۲۹۶ (۱۰) حاشیہ ترجمہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ ملک دین محمد۔ (۱۱) تفسیر ابن عباس ص۲۷۷ (۱۲) تفسیر کبیر ص۲۳۵ ج۲۳۔ (۱۳) تفسیر روح البیان ص۱۵۷، ج۶۔ (۱۴) شفا قاضی عیاض ص۷۔ (۱۵) نعیم الریاض ص۱۱۰، ج۱۔ (۱۶) شرح شفا العلامہ علی قاری ص۱۰۹، ج۱۔ (۱۷) جواہر البحار ص۶، ج۱، ص۳۵۵، ج۳، ص۱۷۸، ج۴، ص۹۷، ج۴۔ ان حوالہ جات سے ثابت ہوا حضور حقیقت نفس اور ذات کے اعتبار سے نور خدا اور من اللہ نور ہیں۔

تیسری آیت

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم......الایۃ (پ۲۸ سورۃ صف)

چوتھی آیت

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم......الایۃ (پ۱۰ سورۃ توبہ)

علامہ علی قاری موضوعات کبیر ص۱۴۹ میں لکھتے ہیں۔

باقی رہا آپ کا نور تو وہ شرقاً غرباً نہایت ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے حضور کے نور کو سب سے پہلے پیدا فرمایا اور قرآن میں آپ کا نام نور رکھا اور حضور کی دعا میں ہے اے اللہ مجھے (مجسم) نور بنادے اور قرآن کریم میں آپ کے نور ہونے کا ذکر ان آیات میں ہے۔ **یرون ان یطفواء نور اللہ بافواھھم** ......الایۃ۔ اور ارشاد خداوندی ہے **اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ** ......الایۃ۔

یہاں نور سے مراد حضور کا دل ہے ارشاد خداوندی ہے۔ (**ومن لم یجعل اللہ نورا فمالہ من نور**) یہاں نور سے مراد ذات مصطفیٰ ہے۔ لیکن یہ نور اھل بصیرت کی آنکھوں کے سوا ہر آنکھ کے لئے ظاہر نہیں کیونکہ ظاہری آنکھیں اگرچہ اندھی نہیں ہوتیں لیکن بے ایمانوں کے دل ضرور اندھے ہوتے ہیں جو سینے میں ہیں (ختم ہوا ترجمہ)

پانچویں آیت

انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا۔

اے محبوب ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ مشاہدہ فرمانے والے اور خوشخبری دینے والے اور ڈرانے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور نور دینے والے چمکتے دمکتے سورج ہیں اس آیت کریمہ میں بھی حضور کے نور ہونے کا ذکر ہے (علمائے دیوبند کے حکیم الامت تھانوی کا اعترف حقیقت) تھانوی کی تالیف نشر الطیب سے اقتباسات صفحہ ۱۳ میں ہے۔ پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا یہ کہ اپنے نور کے فیض سے) (پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہو سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند

تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش (آگے طویل حدیث ہے) حاشیہ پر ہے۔ الفاظ اس روایت کے یہ ہیں **یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ**......الخ۔

بطور فائدہ تھانوی صاحب نے لکھا اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایت میں اولیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

دوسری روایت

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ نے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے ف اور مشکوٰۃ ہیں شرح السنۃ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

تیسری روایت

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں نبی تھا۔ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان میں تھے (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور حدیث کو حسن کہا ہے ف اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبی کی روایت میں بھی آئے ہیں۔ امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

چوتھی روایت

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے

آپ نے فرمایا کہ آدم اس وقت روح اور جسد کے درمیان میں تھے جبکہ مجھ سے میثاق (نبوت کا) لیا گیا- **قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح** -(نوح ودیگر انبیاء سے پہلے حضور کا ذکر قرآن میں اس لئے آیا ہے کہ آپ نور میں اول ہیں) روایت کیا اس کو بن سعد - نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق-

پانچویں روایت

احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسینؓ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا- فائدہ منجانب تھانوی- اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جائے رہ گئی تخصیص اس کے ذکر میں سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اس کو مقتضی ہو-

چھٹی روایت

ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؓ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو عالم میثاق میں نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب سے اول جواب میں بلیٰ (کیوں نہیں) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے- فائدہ منجانب تھانوی- اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہوتا ہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اسی لئے اس روایت کو کیفیاتِ نور میں

لانا مناسب سمجھا اور شعبی کی روایت میں آپ سے قبل آدم میثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ میثاق الست برعکس ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے۔ سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوت کا بلا اشتراک غیرے ہو جب اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

ساتویں روایت

جب آپ غزوہ تبوک سے مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہے اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے) انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے (ترجمہ منجانب تھانوی)۔ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں جنت کے درختوں کے پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے مستقر و مستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصہ کی طرف آدم علیہ السلام نے اس منع کئے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے اس کے بعد آپ نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مصنفہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ھبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفاء ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مصنفہ) بلکہ صلب آباء میں محض ایک مادۂ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی نوح میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بُت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفانِ غرق پہنچ رہا تھا۔ مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی میں تھا۔ مولانا جامیؒ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے

نجودش گر نکس راہ مفتوح   بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور وہ مادہ اسی طرح واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر اور شروع ہو جاتا تھا یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں آپ نے نارِ خلیل میں ورود فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ آپ کی فضیلت میں شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذروہ عالیہ پر جاگزیں ہوا۔ جس کے تحت میں اور حلقے یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے تھے خندف لقب ہے آپکے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندان میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے۔ اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے۔ اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

دوسری فصل

حضور باعث تکوین عالمین

ارشاد خداوندی ہے۔ **وما ارسلنٰك الا رحمة اللعالمين** ۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود عالمین بمعنی ماسوا اللہ کے لئے اس لئے بھی رحمت ہے کہ آپ عالمین کے ہونے کا سبب ہیں آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ اعلیٰ حضرتؒ نے کیا خوب فرمایا۔ ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اب احادیث مبارکہ سے دلائل ملاحظہ ہوں۔

پہلی روایت:

حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا (ف) اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے (نشر الطیب ص ۲۰)

دوسری روایت

حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو صورت بشری میں پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنی قدرت کے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی شرف دی ہوئی روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اس کو بیہقی نے۔

اپنے دلائل میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی روایت سنی اور کہا کہ اس کے ساتھ

عبدالرحمٰن منفرد ہیں اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور اس کی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں۔ (نشر الطیف ۱۲ ص ۲)

تیسری روایت

ابن الجوزی نے اپنی کتاب صلوٰۃ الاحزان میں ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے حضرت حوا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہا تو انہوں نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب مین ان کو مہر میں کیا چیز دوں ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب پاک صاحب لولاک باعث تکوین عالمین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیس دفعہ درود بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

چوتھی روایت

احمد اور بزاز اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کا اول کا حصہ فصل اول کی دوسری روایت ہے اور اس کا اوسط حصہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (**ربنا وابعث فیھم رسولًا منھم**) کا مصداق ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (**مبشرا برسولٍ یاتی من بعدی اسمه احمد**) کا محکی عنہ ہوں۔

تیسری فصل

آپ کے پاک نسب کے بیان میں

پہلی روایت

مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت حضرت عباس مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ابن عبداللہ اور عبدالمطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا

کیا تو مجھ کو اچھے گروہ اشرف المخلوقات حضرت انسان کی صورت میں ظاہر فرمایا پھر انسان میں دو فرقے عرب و عجم پیدا کیئے مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ قریش میں پیدا فرمایا۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان بنی ہاشم میں پیدا فرمایا۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

دوسری روایت:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح یعنی بدکاری سے نہیں پیدا ہوا ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھ کو نہیں پہنچا یعنی زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباؤ امہات سب اس سے منزہ رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم اور ابن عساکر نے (کذافی المواھب)

تیسری روایت:

روایت کیا ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگوں میں سے کبھی کوئی مرد وعورت بطور سفاح کے نہیں ملے (کبھی کا مطلوب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب میں دخل نہ ہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھہرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہیں ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور واناث ہمیشہ برے کام سے پاک رہے اللہ تعالیٰ مجھ کو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفی مہذب کر کے منتقل کرتا رہا۔

چوتھی روایت

دلائل ابونعیم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں اور آپ جبریل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مشارق و

مغارب میں پھرا سو میں نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط میں بیان کیا۔

پانچویں روایت

مشکوٰۃ میں مسلم سے روایت واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔

بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب ص ۲۸۲ ج ۲ میں علامہ سید محمود الشکری الآلوسی فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصول یعنی آبا وامہات اپنے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے قیامت اور حساب پر ایمان رکھتے تھے اور ملت حنیفیہ کے حکام کو تسلیم کرتے تھے۔

علامہ ابوالحسن علی الماوردی کی کتاب اعلام النبوت ص ۱۶۶/ ۱۶۷ میں ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اس کے تمام بندوں سے چنے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کی تمام مخلوق سے بہتر ہوتے ہیں اسلئے اس نے ان کو ایسے عناصر سے چنا ہے جو کریم ہیں اور ایسے رشتوں سے انہیں مضبوط کیا ہے جو نہایت پختہ ہیں تاکہ ان کے نسب کی ہر اعتراض سے حفاظت کی جاسکے اور ان کے منصب کو ہر عیت سے بچایا جاسکے تاکہ لوگوں کے نفوس ان کے سامنے سر جھکا دیں اور ان کے دل ان کی باتوں کو غور سے سنیں تاکہ لوگ ان کے احکام کی تعمیل سرعت سے کریں اور ان کے احکام کی بجا آوری میں سراپا اطاعت بن سکیں۔

دلائل النبوت لابی نعیم ص ۱۱ ج ۱ مطبوعہ بیروت میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے ظاہر ہوا ہوں ناجائز طریقہ سے ظاہر نہیں ہوا آدم علیہ اسلام سے لے کر اس وقت تک جبکہ میرے والدین نے مجھے جنا مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی چیز نے نہیں چھوا۔ اس حدیث

کی سند کی تحقیق کرتے ہوئے محشی نے لکھا ہے سیوطی نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اس روایت کو ابن عدی نے کامل میں اور طبرانی نے اوسط میں درج کیا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ حسن ہے۔

عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ تقلبک فی السّجدین کا مطلب یہ ہے کہ حضور ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ میں نبی ہو کر ظاہر ہوا اس کو بزاز اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ (سبل الھدیٰ ص ۲۷۵ ج ۱)

ابونعیم میں ہے عطا حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے تقلبک فی السّجدین کا یہ مفہوم بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنا۔

طبرانی، بیہقی اور ابن عساکر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت کیا آپ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل نے مجھے بتایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو کھنگالا اور اس میں میں نے آپ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور کسی باپ کے بیٹے بنی ہاشم سے مجھے اعلیٰ نظر نہیں آئے (سبل الھدیٰ ج، ص ۲۷۶)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چنا اور اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا (سبل الھدیٰ ص ۲۷۰، ج ۱)

نسب پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا ابراہیم سے نوح علیہ السلام تک

ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو ابن نالغ بن عابد بن شالخ بن قینان

بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام- علامہ سید محمود آلوسی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں- آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد میں کوئی بھی کافر نہ تھا حضور کا ارشاد ہے کہ میں ابتدا سے آخر تک پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک خواتین کے رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا ہوں تفسیر مظہری میں ہے اس آیت **ربنا اغفرلی والوالدی** سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے والدین مسلمان تھے اور آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور آذر آپ کا چچا تھا- یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کے والدین مسلمان تھے اور آذر آپ کا چچا تھا اور آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہ اَبْ سے مراد چچا ہے آپ نے دعا میں والدی کا لفظ استعمال کیا یعنی جنہوں نے مجھے حقیقت میں جنا ہے اور ابوی کا لفظ استعمال نہیں کیا کیونکہ اب کا لفظ بطور مجاز چچا کے لئے بھی استعمال ہوتا رہتا ہے-

بعض علمائے انساب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرۂ نسب حضرت عبداللہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کیا ہے اور بعض نے حضرت عبداللہ سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک بیان کیا لیکن محقق اور مسلم قول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ سے عدنان تک شجرۂ نسب بلاشک وشبہ درست اور صحیح ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خود اپنا شجرہ نسب بیان فرماتے تو عدنان پر ختم کر دیتے- اس سے آگے تجاوز نہ فرماتے العروض الانف ص ۱۱ ج ۱ میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شجرۂ نسب عدنان تک بیان کرتے اور فرماتے اس کے اوپر کا ہمیں علم نہیں- لیکن اس بات پر تمام اہل تحقیق اور اصحاب تاریخ متفق ہیں کہ عدنان کے جداعلیٰ سیدنا اسماعیل ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر ہیں-

سلسلۃ الذھب

سیدنا محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن نوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان-

عدنان

سیرۃ النبویہ احمد بن زینی دھلان ص ۲۶ میں ہے عدنان پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیت اللہ شریف کو غلاف پہنایا اور یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کا نام عدنان اس لئے مشہور ہوا کہ یہ عدن سے مشتق ہے جس کا معنیٰ قائم اور باقی رہنا ہے کیونکہ شیاطین جن وانس کے شر سے ان کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر کر دیئے تھے اسلئے یہ عدنان کے نام سے موسوم ہوئے۔

معد

عدنان کے صاحبزادے تھے علامہ احمد بن زینی دھلان لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب بخت نصر کو عرب پر مسلط کر دیا تو اللہ تعالیٰ ارمیاء علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے معد بن عدنان کو براق پر سوار کر کے نکال لے جائیں تا کہ انہیں کوئی اذیت نہ پہنچے نیز اللہ تعالیٰ نے ارمیاء علیہ السلام کو بتایا کہ میں ان کی پشت سے ایک نبی کریم کو پیدا کرنے والا ہوں اس کے ذریعہ میں سلسلہ رسالت کو ختم کر دوں گا پس حضرت ارمیاء نے حکم الٰہی کی تعمیل کی اور معد کو اپنے ہمراہ شام لے گئے چنانچہ معد نے وہاں بنی اسرائیل کے درمیان پرورش پائی اور بخت نصر کی موت کے بعد جب فتنہ فرو ہو گیا تو پھر آپ واپس مکہ آ گئے۔ (سیرۃ النبویہ احمد زینی دھلان ص ۲۰ ج ۱)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارمیاء علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ وہ بخت نصر کو حکم دے کہ وہ اھل عرب سے انتقام لے اور ارمیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ معد کو اپنی ساتھ براق پر سوار کر کے لے جائے تا کہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے کیونکہ میں اس کی پشت سے ایک نبی کو نکالنے والا ہوں جو سب رسولوں کا خری ہوگا (تاریخ ابن خلدون ص ۶۲۰، ج)

اعلام النبوت للماوردی ص ۱۶۷ میں ہے۔ پہلا شخص جس نے بنی اسماعیل کے شرف و مجد کی بنیاد رکھی اور اس کا قلعہ تعمیر کیا وہ عدنان کے فرزند معد تھے آپ نے تہامہ پر قبضہ کر لیا آپ

کے ہر حکم کی تعمیل کی جاتی تھی عرب کا مشہور شاعر مہلھل انہیں کے بارے میں لکھتا ہے ہمارا علاقہ کل اس وجہ سے غنی اور خوشحال ہو گیا کہ وہاں معد کی اولاد سکونت پذیر تھی۔ السیرت النبویہ ص ۲۱، ج ۱ میں ہے معد کو معد اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے خلاف جنگ وجدال کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور جس کے ساتھ بھی جنگ آزما ہوئے ہمیشہ کامیاب وکامران واپس لوٹتے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نور کی برکت تھی جو آپ کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔

نزار

سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد (ص ۳۴۵، ج اول میں ہے جب انکی ولادت ہوئی اور ان کے والد معد نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان وہ نور نبوت چمکتا دیکھا جو پشت در پشت منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا تو ان کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی آپ نے کثیر تعداد میں اونٹ ذبح کئے پُر تکلف دعوت طعام کا اہتمام کیا جس پر بڑا روپیہ خرچ ہوا اس کے باوجود کہا کہ اس بیٹے کی صورت میں جو انعام اللہ نے مجھ پر کیا ہے اس کے مقابلہ میں جو کچھ میں نے خرچ کیا ہے کچھ بھی نہیں اس سے اس مولود مسعود کا نام نزار مشہور ہو گیا۔ آپ اپنے زمانہ میں تمام لوگوں سے حسین وجمیل تھے اور عقل وفہم میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔

مضر

السیرۃ النبویہ ص ۲۰ میں ہے آپ اپنے حسن وجمال کی وجہ سے دلوں کو اپنا شیدائی بنا لیتے تھے جو شخص بھی ان کو دیکھتا تھا ان پر فریفتہ ہو جایا کرتا تھا کیونکہ ان کے چہرے پر بھی نور مصطفوی کے جلوے ضوفشاں ہوا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ربیعہ اور مضر کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ دونوں مومن تھے دوسری روایت ہے کہ مضر کو برا بھلا نہ کہو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھا۔

الیاس

یہ قبائل عرب کے سربراہ اور سردار تھے اہل عرب انہیں سید العشیر ہ کے لقب سے ملقب کیا کرتے تھے جملہ فیصلہ طلب اموران کی خدمت میں پیش کئے جاتے۔ حدیث شریف میں ہے الیاس کو برا بھلا مت کہو وہ مومن تھے اہل عرب میں ان کی مثال ایسی تھی جیسے لقمان حکیم اپنی قوم میں (السیر ۃ العبو یہ از ھلان ص ۱۹، ۲۰ ج ۱)

ابن دحیہ کہتے ہیں کہ یہ اپنے باپ کے وصی اور جانشین تھے اور بڑے خوبصورت تھے۔
(سیل الھدیٰ ص ۳۴۱، ج ۱)

مدرکہ

علامہ طبری لکھتے ہیں کہ ان کا اصلی نام عمرو تھا ان کی والدہ خندف کے لقب سے مشہور تھیں ان کا نام لیلیٰ بنت حلوان تھا۔ ایک روز عمرو (مدرکہ) اور ان کے بھائی عامر جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے کہ انہیں شکار مل گیا وہ اسے پکانے میں مصروف ہو گئے اچانک ایک خرگوش چھلانگیں لگاتا ہوا وہاں سے گزرا اونٹ اس سے بدکے اور بھاگ کھڑے ہوئے عمرو (مدرکہ) نے عامر سے پوچھا اونٹ کے پیچھے جاؤ گے یا شکار پکاؤ گے اس نے شکار پکانے کی حامی بھری عمرو (مدرکہ) اونٹوں کے پیچھے دوڑے اور انہیں جا پکڑا اور ہانک کر واپس لائے شام کو دونوں واپس آئے باپ کو واقعہ سنایا انہوں نے عمرو کو کہا انت مدرکہ اور عامر کو کہا انت طابخہ اور دونوں انہیں ناموں سے مشہور ہو گئے۔

خزیمہ

تاریخ طبری ص ۱۸۸ ج ۲ میں ہے لوگوں پر خزیمہ کے انعامات و احسانات کا شمار نہیں کیا جا سکتا ان کے فضائل و مکارم کے بارے میں کسی نے خوب کہا ہے فضائل و مکارم جتنے تھے وہ تو سب کی سب تیزی سے خزیمہ کی ذات میں جمع ہو گئے ہیں اور ان میں سے کوئی مکرمت باقی نہیں رہ

گئی۔ سیل الھدیٰ ص ۳۳۸، ج ۱ میں ہے خزیمہ کی وفات ملت ابراہیمی پر ہوئی۔

کنانہ

عامر العدواتی نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا میرے فرزند! میں نے کنانہ بن خزیمہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بہت زیادہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کے علم وفضل کی وجہ سے اہل عرب دور دراز سے ان کی زیارت کے لئے آتے تھے انہوں نے ان کو کہا مکہ سے ایک نبی کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے ان کا نام نامی احمد ہو گا وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں گے۔ احسان اور مکارم اخلاق کی تلقین فرمائیں گے۔

پس اے اہل عرب تم اس نبی مکرم کی پیروی کرنا اس سے تمہاری عزت وشرف میں اضافہ ہوگا۔ ایک روز کنانہ حطیم میں سو رہے تھے کہ انہوں نے خواب دیکھا انہیں کہا گیا کہ ان چار چیزوں مین سے ایک چن لو۔ گھوڑے، اونٹ، تعمیرات اور دائمی عزت آپ نے عرض کی اے میرے رب مجھے یہ ساری نعمتیں عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کے طفیل قریش کو یہ ساری نعمتیں عطا فرمائیں۔

نضر

السیرۃ النبویہ از دھلان مکی ص ۲۱ ج ۱ میں ہے (وہ لوگ جن کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ بغض کی بیماری ہے) وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ کنانہ نے اپنے باپ کی بیوہ کو زوجیت میں لے لیا اور اس کے شکم سے نضر پیدا ہوا اور اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ دونوں عورتوں کے نام بھی ایک تھے اور ان کا باہمی رشتہ بھی بہت نزدیک کا تھا لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسب پاک پر ناپسندیدہ اور مبغوض نکاح کا داغ لگائیں حالانکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ابتدا سے آخر تک اسلامی نکاح کے مطابق ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتا رہا)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے حبیب کی ذات کو اور آپ کے سارے آباؤ اجداد کو ہر قسم کے عیبوں اور داغوں سے پاک صاف رکھا۔

مالک

مورخین نے لکھا ہے کہ نضر بن کنانہ کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے اور اس کی متعدد وجوہ تسمیہ بیان کی گئی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ ایک روز نظر بن کنانہ اپنی قوم کی مجلس میں آئے ان کے پُر جلال چہرہ اور ان کی وجاہت و تمکنت کو دیکھ کر اہل مجلس ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ نضر کی طرف دیکھو یوں معلوم ہوتا ہے کانہ جمل قریش۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو تمام چھوٹے چھوٹے سمندری جانوروں کو ہڑپ کر جاتا ہے کیونکہ بنو نضر قوت اور ہیبت کی وجہ سے سب پر چھا جاتے تھے اس لئے قریش کے لقب سے ملقب ہوئے۔ تیسری وجہ یہ بتائی گئی ہے اور یہی اقرب الی الصواب ہے کہ نضر لوگوں کی ضروریات کے بارے میں ان سے دریافت کیا کرتے اور ان کو پورا بھی کیا کرتے۔ اس لئے ان کو قریش کہا گیا جو قرش سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی تفتیش کرنا ہے اپنے نامدار والد کی طرح نضر کی اولاد بھی موسم حج میں حجاج کے پاس جاتی یہ لوگ ان کی خیریت دریافت کرتے انہیں اگر کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو انہیں مہیا کرتے اس لئے انہیں اس لقب سے نوازا گیا۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ نضر کا اصل نام ہی قریش تھا اس لئے انکی اولاد قریش کہلائی۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ قبیلہ قریش کے لقب سے اس وقت معروف ہوا جب قصی نے اطراف عرب میں سے اپنے قبیلہ کے بکھرے ہوئے افراد اور خاندانوں کو مکہ میں اکٹھا کیا اس وقت لوگوں نے کہا **تقرش بنو نضرٍ تجمعوا** کہ نضر کی اولاد مجتمع ہوگئی ہے۔

تاریخ طبری ص ۱۷۸، ج ۲ میں ہے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے فرزند ابی سلمہؓ سے منقول ہے کہ جب قصی حرم میں اترا اور زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پسندیدہ کام کئے اس وقت اس کو قرشی کہا گیا اور قصی پہلے شخص ہیں جن کو قرشی کے نام سے منسوب کیا گیا۔ الروض الانف ص ۱۱۶، ج ۱ میں ہے۔ قریش کا لفظ تقرش سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے تجارت کرنا۔

کاروبار کرنا کیونکہ اس خاندان کا کسب معاش کا ذریعہ تجارت و کاروبار تھا۔ ان کے قافلے دور دراز ملکوں تک تجارتی سامان لے کر جاتے تھے اور ضرورت کا سامان لے کر واپس مکہ مکرمہ آتے تھے اس لئے یہ قریش کے لقب سے معروف و مشہور ہوئے۔

فہر بن مالک

اپنے زمانہ میں وہ اہل مکہ اور اردگرد بسنے والے قبائل کے رئیس تھے حسان بن عبدالکلال الحمیری جس نے کعبہ کے پتھر اکھیڑ کر یمن لے جانے کے لئے اہل عرب سے جنگ کی فہر کی قیادت میں گھمسان کی جنگ لڑی گئی جس میں حمیر کو شکست فاش ہوئی اور فہر کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔

غالب

ان کی کنیت ابو تیم تھی ان کے دو بیٹے تھے ان کا نام لوی اور دوسرے کا تیم۔ بنو تیم کے قبیلہ کے جد اعلیٰ یہی تیم ہیں جو غالب کے بیٹے تھے۔

لوی

سبل الھدٰی والرشاد ص۳۳۰، ج۱ میں ہے لوی کو اللہ تعالیٰ نے علم اور حکمت کی صفات سے نوازا تھا بچپن میں ہی ایسے جملے آپ کی زبان سے نکلتے تھے وہ ضرب المثال بن جایا کرتے تھے۔

کعب

حضور علیہ السلام کے اجداد کرام میں سے کعب کی شخصیت بڑی ممتاز تھی وہ ہر جمعہ کو اپنے قبیلہ قریش کو جمع کرتے اور انہیں خطاب فرماتے خدا کی اطاعت کا حکم دیتے اور محشر کے حالات سے انہیں آگاہ کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتے اور یہ بتاتے

کہ حضور ان کی اولاد سے ہوں گے - اپنی قوم کو تاکید فرماتے کہ اگر انہیں حضور کا عہد نصیب ہو تو فوراً ایمان لے آئیں - کعب کی موت اور حضور کی بعثت کے درمیان 560 سال کا عرصہ ہے -

کامل ابن اثیر ص ۲۵ ج ۲ میں ہے کعب کی اہل عرب کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی اہل عرب نے اپنی تاریخ کا آغاز ان کے یوم وفات سے کیا عام الفیل تک یہی سن تاریخ استعمال کرتے رہے عام الفیل کے بعد اس واقعہ سے اہل عرب نے تاریخ کا کام لینا شروع کیا وہ حج کے ایام میں لوگوں کو خطبہ دیا کرتے تھے اور اپ کا خطبہ مشہور ہے اس خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بارے میں بھی لوگوں کو آگاہ کیا کرتے تھے ان میں حضرت فاروق اعظمؓ کا سلسلہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے -

مرّہ

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب میں چھٹے دادا ہیں اس طرح صدیق اکبرؓ کے بھی چھٹے دادا ہیں - حضرت صدیق اکبرؓ کا سلسلہ نسب یہاں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے -

کلاب

ان کی کنیت ابوزہرہ تھی ان کا نام حکیم ہے اور بعض نے عروہ بتایا ہے کتوں کے ساتھ بکثرت شکار کرنے کی وجہ سے کلاب مشہور ہو گئے - حضرت سیدہ آمنہ کے یہ تیسرے دادا تھے یہاں آ کر حضور کے والد اور والدہ کا نسب جمع ہو جاتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ عربی مہینوں کے موجودہ نام انہوں نے تجویز کئے -

قُصی

ان کا نام زید تھا - یہ قبیلہ قریش کے عالم تھے کیونکہ آپ کے بچپن کا سارا زمانہ اپنے وطن سے بہت دور گزرا تھا اس لئے یہ قُصی دور افتادہ کے نام سے مشہور ہو گئی - بیت اللہ شریف کی

تولیت اور مکہ مکرمہ کی زمام اقتدار لڑائی کے بعد قُصی کے ہاتھ میں آ گئی۔ فہر کی اولاد سے جتنے قبائل قریش تھے قُصی کے ذریعہ مکہ میں جمع کر دیئے آپ کے کارناموں کی وجہ سے وادی بطحا کو عزت وفخر نصیب ہوا۔

سبل الھدٰی ص ۳۲۵' ج ا میں ہے قُصی نے اپنے مناصب کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا سقایہ اور ندوہ عبد منان کو تفویض کیا ان کی ذریت میں سے سرور عالم ہوئی اور حجابہ اور لواء عبدالدار کو دیا۔ یعنی خانہ کعبہ کی خدمت اور جھنڈا۔ اور ایام منیٰ میں حاجیوں کی میزبانی کا فریضہ عبدالحریٰ کو سونپا اور وادی کی حفظت کی ذمہ داری عبد قصی کو سونپی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کو حجون میں دفن کیا گیا اور اس کے بعد سارے لوگ اپنی میتوں کو وہیں دفن کرنے لگے۔

عبد مناف

السیرۃ النبویہ از دھلان ص ۲۷' ج ا میں ہے اسم گرامی مغیرہ تھا حسن و جمال کی وجہ سے انہیں قمر البطحا (بطحا کا چاند) کہا جاتا تھا ایک پتھر ملا جس پر ان کی تحریر کنندہ تھی اس میں ایک جملہ یہ تھا۔ ترجمہ: میں مغیرہ بن قصی ہوں میں قریش کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کریں اور قریبی رشتہ داروں کیساتھ اچھا سلوک کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کے چہرے پر چمکتا تھا ان کے ہاتھ میں نزار کا جھنڈا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کمان ہوا کرتی تھی۔ ایسا ہی بلوغ الارب ص ۴۷۳' ج ۲ میں ہے۔ سبل الھدیٰ والرشاد ص ۳۲' ج ا میں ہے عبد مناف کا معنی ہے بلند و بالا ہونا۔ فضل اناف کا معنی ہے شرف و کرامت اور زیادتی اسی وجہ سے آپ عبد مناف کے لقب سے مشہور ہوئے کیونکہ اپنے خصائل و مکارم کے باعث یہ اپنے ہم عصروں سے اعلیٰ و ارفع تھے۔

ہاشم

عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم، مطلب، عبدالشمس، نوفل۔ حضرت ہاشم کا نام

عمرو یا عمر تھا اور عبدالشمس کے جڑواں بھائی تھے- جب پیدا ہوئے تو ہاشم کے پاؤں کا انگوٹھا عبدالشمس کے سر کے ساتھ چسپاں تھا اس کو الگ کرنے کے لئے تیز دھار آلہ استعمال کیا گیا جس سے خون کے چند قطرے ٹپک پڑے- لوگوں نے ازراہِ قیافہ کہنا شروع کیا کہ ان کی اولاد کے درمیان خونریزی ہوگی ان دونوں بھائی اور بھتیجا امیہ بن عبدالشمس کے درمیان عداوت کی پہلی وجہ حسد تھی اپنے باپ کے بعد ہاشم اپنی خصال حمیدہ کے باعث قوم کے سردار بن گئے ان کے جود و کرم کا بادل ہر وقت برستا رہتا تھا امیہ بتکلف بڑا بننے کی کوشش کرتا تھا لوگوں نے اسے سمجھایا لیکن وہ باز نہ آیا اس نے ہاشم کو منافرہ کا چیلنج دیا- لوگوں نے ہاشم کو مجبور کیا کہ وہ اس چیلنج کو قبول کریں فرمایا میں تمہارے منافرے کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں جو بازی ہار جائے وہ ایسی پچاس اونٹنیاں ذبح کرے جن کی آنکھیں کالی ہوں- نیز وہ مکہ سے دس سال کے لئے چلا جائے- امیہ نے یہ شرط منظور کر لی عسفان کے کاھن الجزاری کو حاکم مقرر کیا گیا دونوں فریق اپنے حامیوں کے ساتھ عسفان روانہ ہوئے اس سے پہلے کہ کاھن کو دونوں فریق اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کرتے اس نے خود ہی کہنا سروع کیا قسم ہے چمکنے والے چاند کی دمکنے والے ستارے کی برسنے والے بادل کی اور فضا میں اڑنے والے پرندوں کی ہاشم امیہ سے مفاخر میں گوئے سبقت لے گیا (السیرۃ النبویہ دحلان ص ۱۷، ج ۱)-

ایک دفعہ قحط سالی کے باعث شدید فاقہ تک نوبت پہنچ گئی کئی روز تک کھانے کے لئے کچھ میسر نہ آیا- ہاشم مکہ سے شام گئے وہاں سے آٹا اور کوک خریدا اور حج کے ایام میں لدے ہوئے اونٹوں کے ساتھ مکہ واپس آئے روٹیاں پکائی گئیں- اونٹ قطار در قطار ذبح ہوتے رہے ان کے گوشت کو پکایا گیا- سالن کے شوربے میں روٹیاں کوٹ کوٹ کر ڈالی گئیں اور ثرید بنایا گیا تمام لوگوں کے لئے دسترخوان بچھایا دیا گیا اور سب کو کھانے کی دعوت دی گئی- سب نے خوب کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اسی وجہ سے آپ کو ہاشم کہا جانے لگا- ہاشم کا معنیٰ ہے روٹیاں توڑ کر شوربے میں ملانے والا آپ کو ابوالبطحا اور سید البطحا بھی کہا جاتا- علامہ آلوسی لکھتے ہیں آپ مسافروں کو سوار کیا کرتے تھے لوگوں کے مالی حقوق اپنی جیب سے ادا کرتے اللہ کے رسول کا نور آپ کے

چہرہ پر ضوفشاں رہتا تھا جو آدمی آپ کی زیارت کرتا آپ کے ہاتھ چوم لیتا جب بھی آپ کسی چیز کے پاس سے گزرتے تو وہ سجدہ میں گر جاتی آپ کی سخاوت بطور ضرب المثل مشہور تھی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش کے دو سفروں کا آغاز کیا ایک تجارتی سفر سردیوں میں دوسرا تجارتی سفر گرمیوں میں۔ (بلوغ الارب ص ۲۸۳، ج ۲)۔ حضرت ہاشم کی عمر ابھی پچیس سال کے قریب تھی آپ کا عنفوان شباب تھا آپ اپنے تجارتی قافلہ کو لے کر شام کے علاقہ میں گئے وہیں بیمار ہوئے اور وفات پائی آپ کا مزار غزہ شہر میں ہے۔

عبدالمطلب

آپ کی والدہ سلمیٰ خانوادہ بنی نجار کے سردار عمرو بن لبید کی بیٹی تھی جو کہ سابقہ یثرب کے رہنے والے تھے۔ شرط یہ طے ہوئی کہ جب سلمیٰ کے ہاں اولاد پیدا ہونے کا وقت آئے گا وہ والدین کے گھر (یثرب) میں بچہ جنے گی جب بچے کی پیدائش کا وقت قریب آ گیا تو حسب وعدہ ہاشم نے اپنی زوجہ کو اس کے باپ کے پاس یثرب بھیج دیا جب مولود مسعود پیدا ہوا تو اس کے سر کے بالوں میں چند سفید بال تھے اس لئے ان کا نام شیبہ (بوڑھا) تجویز ہوا ہاشم تجارتی کارواں کے ہمراہ شام گئے وہاں ہی داعی اجل کو لبیک کہا اور شیبہ نبی علیہ السلام کے دادا یتیم ہو گئے۔ جد رسول اور ان کی والدہ سلمیٰ یثرب میں ہی رہ گئیں سات سال کا عرصہ گزر گیا اتفاقاً بنو حرث بن عبد مناف کا ایک آدمی یثرب سے گزرا اس نے وہاں کمسن بچوں کو نشانہ بازی کرتے دیکھا ایک بچہ جب اس کا تیر نشانہ پر جا لگتا تو بڑی مسرت اور فخر سے نعرہ لگاتا میں ہی ہاشم کا فرزند ہوں بطحا کے سردار کا بیٹا ہوں جب وہ شخص مکہ واپس آیا تو ہاشم کے بھائی مطلب کے پاس گیا وہ اس وقت حجر میں مجلس جمائے بیٹھے تھے اس نے انہیں سارا واقعہ کہہ سنایا اور کہا یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ ہاشم کا بیٹا غریب الوطنی کی زندگی بسر کرتا رہے جاؤ اور اسے ضرور اپنے وطن واپس لاؤ تا کہ اپنے خاندان کے بچوں میں پروان چڑھے۔ مطلب یثرب پہنچے اپنے بھتیجے شیبہ نبی کے دادا کو اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھایا اور مکہ کے لئے روانہ ہو گئے مکہ پہنچے دوپہر کا وقت تھا بڑے بڑے رئیس اپنی مجلسیں جمائے بیٹھے

تھے جب مطلب ان کے پاس سے گزرے انہوں نے پوچھا یہ بچہ کون ہے آپ نے جواب دیا یہ میرا عبد (غلام) ہے اس طرح حضور کے دادا شیب سے عبدالمطلب مشہور ہو گئے۔ پھر مطلب نے بچے کو نہلایا نیا لباس پہنایا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ میرے بڑے بھائی ہاشم کا لخت جگر ہے۔ لیکن عبدالمطلب کے نام کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ عمر بھر اسی نام سے پکارے جاتے رہے۔ شیبہ جو ان کا اصلی نام تھا اس کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ مطلب کے بعد اہل مکہ کی ریاست عبدالمطلب کو ملی اور رفادت وسقایت ان کے حوالہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کی پیشانی میں چمک رہا تھا ان سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو عبدالمطلب کو کوہ ثبیر پر لے جاتے اور ان کے وسیلہ سے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتے اور ایام قحط میں ان کے واسطہ سے طلب باران کرتے اور وہ دعا قبول ہوتی عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو تحنث کیا کرتے تھے یعنی ہر سال ماہ رمضان میں کوہ حرا میں جا کر خدا کے حضور مراقب ہو کر گوشہ نشین رہا کرتے وہ موحد تھے شراب وزنا کو حرام جانتے تھے لڑکیوں کے قتل سے روکتے تھے یہ سب کچھ نور محمدی کی برکت سے تھا۔ عبدالمطلب نے چاہ زمزم کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا۔ اس وقت سے زمزم ہی کا پانی حاجیوں کے کام آنے لگا زمزم کے کھودنے میں عبدالمطلب نے اپنے معاونین کی قلت محسوس کر کے یہ منت مانی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا جب مراد بر آئی تو قرعہ حضور کے والد حضرت عبداللہ کے نام کا نکلا۔ تمام اہل مکہ مانع ہوئے آخر کار عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا۔ مگر قرعہ عبداللہ کے نام کا نکلا بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی تو قرعہ اونٹوں پر نکلا چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربانی کیے اور عبداللہ بچ گئے اسی واسطے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے میں دو ذبیح اسماعیل وعبداللہ کا بیٹا ہوں۔

واقعہ اصحاب فیل:

ابرھہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر کعبۃ اللہ کو گرانے کی نیت سے آیا مکہ والوں کے اونٹ جن

میں دوسواونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے ہانک کرلے گیا اور پیغام بھیجا میں جنگ کرنے نہیں آیا صرف کعبہ کو گرانے آیا ہوں مکہ کا سردار میرے ساتھ بات کرے خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا خدا اپنے گھر کی خود حفاظت کرے گا چنانچہ خدا نے ابابیلوں (ننھی منھی چڑیوں) کی کنکریوں سے انہیں تباہ و برباد کر دیا یہ واقعہ یکم محرم کو پیش آیا ذوالقرنین سے ۸۸۲ سال کی مدت گزر چکی تھی۔ (سیرت ابن ہشام مع روض الانف ص ۶۳‘ ص ۳۷‘ ج اول)۔ بلوغ الارب ص ۳ و ص ۲۸۲‘ ج ۲ میں ہے حضرت عبدالمطلب کے چہرے سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں اور آپ کے خدوخال سے خیر و برکت کے آثار نمایاں ہوتے تھے وہ اپنی اولاد کو سرکشی اور ظلم سے منع کرتے تھے مکارم اخلاق کو اپنانے کی انہیں ترغیب دیتے تھے اور گھٹیا کاموں سے انہیں روکتے تھے آپ کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی تھی آپ نے اپنے اوپر شراب کو حرام کر دیا تھا وہ پہلے شخص تھے جو غار حرا میں جا کر مصروف عبادت ہوا کرتے تھے۔ جب ماہ رمضان کا چاند دیکھتے حرا میں تشریف لے جاتے مسکینوں کو کھانا کھلاتے آپ کے جسم اطہر سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی قریش کو جب قحط کی مصیبت گھیر لیتی تو آپ کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے اور اللہ تعالیٰ انکی برکت سے موسلا دھار بارش برساتا۔ (بلوغ الارب ص ۲۸۲‘ ج ۲)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

آپ حضرت عبدالمطلب کے سب سے پیارے اور سب سے لاڈلے بیٹے تھے السیرۃ النبویہ ض ۴۲‘ ج اول میں بحوالہ شرح مواہب اللدنیہ ہے حضرت عبداللہ قریش میں ایک تابندہ نور تھے اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے قریش کی عورتیں ان کے دام محبت میں اسیر تھیں اور قریب تھا کہ وہ ان کی محبت میں ہوش و حواس کھو بیٹھتیں۔ حضرت عبداللہ کو اپنے زمانہ میں عورتوں کی طرف سے انہیں مشکل اور صبر آزما حالات کا سامنا کرنا پڑا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی زمانہ میں عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے پیش آئے۔

باایں ہمہ حضرت عبداللہ کا چہرہ جس نور مبین کی کرنوں کی جلوہ گاہ بنا ہوا تھا وہ انہیں کب

کسی کی طرف نگاہ اٹھانے کی اجازت دیتا تھا آپ نے ہر بار بڑی بے نیازی اور حقارت سے ایسی تمام پیش کشوں کو ٹھکرا دیا۔ مواھب اللدنیہ میں ہے وھب نے حضرت عبدالمطلب کی خواہش کے مطابق سیدہ آمنہ کا رشتہ حضرت عبداللہ کو دینا منظور کر لیا جب عبدالمطلب اپنے فرزند عبداللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لے کر چلے تو ایک کاہنہ پر گزرے جو یہودی ہو گئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اس کو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے۔ اس نے عبداللہ کے چہرہ میں نور نبوت دیکھا تو عبداللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبداللہ نے انکار کر دیا (نشر الطیب ص ۲۸) مائی آمنہ کے ساتھ شادی کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ بیس سال تھی۔ سیرت ابن ہشام میں ہے آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سے روایت ہے کہ جب آپ حمل میں آئے تو ان کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو۔ جب وہ پیدا ہوں تو یوں کہنا **اعیذہ بالواحد من سر کل حاسد** اور ان کا نام محمد ﷺ رکھنا۔ نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے اور یہ نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہو (نشر الضیت ص ۲۹)۔ نیز آپ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کا کوئی حمل نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ سبک اور سہل ہو۔ محاورہ میں اس عبارت کے معنی مساواۃ کی بھی نفی ہوتی ہے سبک یہ کہ گراں نہ تھا اور سہل یہ کہ اس میں کسی قسم کی تکلیف غثیان یا کسل یا اختلال جوج وغیرہ نہ تھی۔ ہر حال میں یہ حمل عادت معروف سے خارج تھا (نشر الطیب ص ۳۰)

حضرت عبداللہؓ کا وصال:

ملک شام سے تجارتی قافلہ کے ساتھ جب واپس مدینہ منورہ پہنچے تو بیمار ہو گئے دوسرے ساتھی واپس لوٹ آئے آپ ایک ماہ وہاں بیمار رہنے کے بعد واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مائی آمنہ نے اپنے عظیم خاوند کے اچانک انتقال پر ایک قصیدہ کہا جس کا ترجمہ یہ ہے:

بطحا وادی کے کنارے نے ہاشم کے بیٹے کو موت کی نیند سلا دیا وہ مختلف پردوں میں لپٹا ہوا مکہ سے

باہر لحد کا پڑوسی بن گیا۔ موتوں نے اسے اچانک دعوت دی جسے اس نے قبول کرلیا اور موت نے لوگوں میں ہاشم کے اس بیٹے کا کوئی مثیل باقی نہیں چھوڑا۔ عشاء کے وقت جب اس کے دوست اس کی چارپائی کو اٹھا کر لے جا رہے تھے تو وہ انبوہ کی وجہ سے باری باری کندھا بدل رہے تھے اگرچہ موت اور اس کی مشکلات نے اس کو جھپٹ لیا ہے لیکن وہ درحقیقت بہت سخی اور بہت رحم کرنے والا تھا (السیرۃ النبویہ زینی دحلان ص ۴۴، ج ۱)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت عبداللہؓ نے وفات پائی تو فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے ہمارے معبود! ہمارا سردار تیرا نبی یتیم ہوگیا اس کا باپ نہ رہا اللہ نے تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ ہم اس کے حافظ اور مددگار ہیں دوسری روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا میں اس کا دوست ہوں نگہبان ہوں مددگار ہوں پروردگار ہوں اس کی مدد کرنے والا ہوں اس کو رزق دینے والا ہوں اور ہر بات میں اس کے لئے کافی ہوں تم اس پر درود پڑھا کرو اور اس کے نام سے برکت حاصل کیا کرو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم پیدا کرنے میں کیا حکمت تھی آپ نے فرمایا اس کی متعدد حکمتیں ہیں ان میں سے ایک حکمت یہ ہے تاکہ کسی مخلوق کا حق آپ پر نہ رہے یعنی وہ حقوق جو بالغ ہونے کے بعد کسی پر ان کی ادائیگی لازم ہوتی ہے آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی اس وقت انتقال فرمایا جبکہ حضور کی عمر صرف چھ سال تھی۔ نیز یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ معزز وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ عزت عطا فرمائے۔ نیز آپ کی قوت آپ کے آپ کے آباؤ اجداد اور ماؤں کے ذریعہ سے نہیں نہ مال کے ذریعہ سے بلکہ آپ کی قوت طاقت کا راز اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے اور اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ حضور کو جب یتیمی کی تکلیفوں کا ذاتی تجربہ ہوگا تو حضور فقیروں اور یتیموں پر رحم فرمائیں گے۔ (السیرۃ النبویہ زینی دحلان ص ۴۴، ج ۱)

بعض واقعات بوقت ولادت شریفہ

محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اس میں سے عطاء اور ابن عباس

بھی ہیں کہ آمنہ بنت وھب آپ کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق ومغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئی تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف دیکھا (کذافی المواھب)۔ اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ اس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے **ورایا امی التحارات** اور اس میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہے انبیاء کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں۔ (اخرجہ احمد والبزاز والطبرانی والحاکم والبیہقی)

عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے روایت کیا اس کو بیہقی نے کذافی المواھب (نشر الطیب ص۳۲)

ابو نعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفاء سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہؓ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور موافق معمول بچوں کے آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے رحمک اللہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق ومغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک میں نے روم کے محل دیکھے پھر میں نے آپ کو دودھ دیا (اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفاء کو کسی نے عرضعات میں ذکر نہیں کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ مجھ پر ایک تاریکی اور رعب اور زلزلہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ سو میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی کہتا ہے کہ ان کو کہاں لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی یہاں تک کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا پس اول اسلام لانے والوں میں ہوئی (کذا فی المواھب)۔ مشرق کے ذکر سے مغرب کی نفی نہیں ہوئی دوسری روایات میں مغارب بھی آیا ہے کذا فی الشمامۃ شاید تخصیص ذکری اس روایت میں بنابر شرف سمت مشرق کے ہے بوجہ اس کے کہ وہ مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصفت میں رب المشارق فرمایا گیا ہے۔ (نشر الطیب ص ۳۳)

اور منجملہ آپ کے عجائبات ولادت کے یہ واقعات روایت کئے گئے ہیں کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑ جانا اور اس سے چودہ کنگروں کا گر پڑنا اور بحیرہ طبریہ کا دفعۃً خشک ہو جانا اور فارس کے آتش کدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا اس کو بیہقی نے اور ابونعیم نے اور خرائطی نے ہواتف میں اور ابن عساکر نے۔ (کذا فی المواھب) ف یہ واقعات اشارہ میں زوال سلطنت فارس وشام کی طرف واللہ اعلم۔ (نشر الطیب ص ۳۳)

فتح الباری میں سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے شروع ولادت میں کلام فرمایا (کذا فی المواھب) آگے اہل کتاب کی خبریں دینا آپ کے تولد شریف سے مذکور ہیں بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برسوں کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکا یک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود کی! سو سب جمع ہو گئے اور میں سن رہا تھا کہنے لگے مجھ کو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ستارا آج شب میں طلوع ہو گیا جس کی ساعت میں آپ پیدا ہونے والے تھے (کذا فی المواھب) سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب اکسیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی انہوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور ۵۳ سال کی عمر میں تشریف لائے تو اس حساب سے حسان بن ثابت حضور سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے تو انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا (نشر الطیب ص ۳۴)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں آ رہا تھا سو جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے

انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی ہے جس کا لقب مہر نبوت ہے چنانچہ قریش نے اس کے پاس سے جا کر تحقیق کیا تو خبر ملی کی عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی اے گروہ قریش سن لو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کر لیں گے کہ مشرق اور مغرب سے اس کی خبر شائع ہو گی (روایت کی ااس کو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے یہ فتح الباری میں لکھا ہے (کذا فی المواھب) (نشر الطیب ص ۳۶)۔ یوم و تاریخ: بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول۔

ماہ: ربیع الاول شریف

سن: عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کئے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس دن بعد اور بقول رعیاطی ۵۵ دن بعد (کذا فی الشمامۃ) اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل میں نور محمدی عبدالمطلب کی جبین میں نمایاں ہوا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا بقاء مستبعد نہیں جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اس کا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہے۔

وقت: طلوع فجر۔ مکان مکہ مکرمہ میں (نشر الطیب) (سیرت رسول عربی از پروفیسر نور بخش توکلی سے اقتباس) جب حمل شریف کو چاند کے حساب سے پورے نو مہینے ہو گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن فجر کے وقت کہ ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آ رہے تھے پیدا ہوئے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (جس سے آپ اپنے علو مرتبہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے) بدن بالکل پاکیزہ اور تیز بو کستوری کی طرح خوشبودار ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی

آنکھیں قدرت الٰہی سے سرگیں، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت درخشاں آپ کی والدہ نے آپ کے دادا عبدالمطلب کے جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے بلا بھیجا وہ حضرت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بیت اللہ شریف میں لے جاکر آپ کے لئے صدق دل سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے ابولہب کو تولد شریف کی خبر دی تو اس نے اس خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کردیا۔ حضرت جس مہینے میں پیدا ہوئے اس کا نام تو ربیع تھا ہی مگر وہ موسم بھی ربیع (بہار) کا تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ربیع فی ربیع فی ربیع ونور" فوق نور فوق نور
چہرہ مبارک موسم ربیع ماہ تولد شریف

تولد شریف کی خوشی کا ثمرہ

ابولہب کی موت کے ایک سال بعد حضرت عباس نے خواب میں ابولہب کو برے حال میں دیکھا پوچھا تجھے کیا ملا۔ ابولہب نے جواب دیا تمہارے بعد مجھے کچھ آرام نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کے سبب سے بمقدار اس (مفاک میان ابہام وسبابہ) کے پانی مل جاتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں۔ اس حدیث (صحیح بخاری وزرقانی علی المواہب ص ۳۸، ج ۱) کا مطلب یہ ہے کہ ابولہب بتا رہا ہے کہ میرے تمام اعمال رائیگاں گئے سوائے ایک کے اور وہ یہ کہ میں نے حضرت کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کردیا تھا اسی ایک عمل کا فائدہ باقی رہ گیا اور وہ یوں ہے کہ اس کے بدلے ہر دوشنبہ کو ابہام وسبابہ کے درمیانی مفاک کی مقدار مجھے پانی مل جاتا ہے جسے میں انگلیوں سے چوس لیتا ہوں یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے ورنہ کافر کا کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔ (فقیر توکلی (مصنف سیرت رسول عربی) گذارش کرتا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد شریف پر خوشی منانے سے ایک کافر کو یہ فائدہ پہنچا تو قیاس کیجئے کہ ایک مسلمان جو ہر سال مولود شریف کراتا اور حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد شریف پر خوشیاں مناتا ہے اس دار فانی سے رخصت ہوجائے تو اسے کس قدر فائدہ پہنچے گا۔

تولد شریف کے وقت خوارق

تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب و غریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تا کہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و پسندیدہ ہیں- چنانچہ ستارے تعظیم کے لئے جھک کر آپ کے قریب آ گئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے- آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مصیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے- اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی اس طرح وحی اور غیر وحی میں خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا- شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خادمانِ اسلام کے قبضہ میں آ جائے گا- فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی بحیرہ ساوہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی یکا یک بالکل خشک ہو گیا وادی ساوہ (شام و کوفہ کے درمیان کی ندی) جو بالکل خشک پڑی تھی لبالب بہنے لگی (سیرت رسول ص ۴۶)

ضیاالنبی ص ۴۷۸، ج ۱ میں ہے اس رات کعبہ میں جو بت رکھے ہوئے تھے وہ سر کے بل سجدہ میں گر گئے کیونکہ آج کی رات بت شکن کی پیدائش کی رات تھی-

ازافادات غزالی زمانؒ

عالم اجسام میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدم سے وجود میں جلوہ گر ہونا خلقت محمدی ہے اور اس عالم دنیا میں حضور کا پیدا ہونا ولادت محمدی ہے اور چالیس سال کی عمر شریف میں حضور علیہ السلام کا وحی نبوت سے مشرف ہو کر لوگوں کو

دین حق کی طرف بلانے پر مامور ہونا بعثت محمدی ہے۔ احادیث صحیح سے صراحۃً وارد ہے کہ حضور علیہ السلام اول الخلاق ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے حضور کی ذات مقدسہ مخلوق ہوئی۔ ارشاد خداوندی ہے۔

تلك الرسل فضلنا بعضهم علٰى بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات۔

یہ سب رسول ہیں فضیلت دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند ہیں۔

جن کے درجے بلند کئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضور کے درجوں کی بلندی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درجات خلقت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ سب سے بلند ہے اور آپ سب سے پہلے مخلوق ہو کر سب کی اصل ہیں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنك الا رحمة للعالمين اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محبوب مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے۔ آیت کریمہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت ہیں۔ اس آیت میں العالمین اسی طرح اپنے عموم پر ہے جیسے الحمد للہ رب العالمین میں۔ یہ صحیح ہے کہ بعض مواقع میں العالمین قرائن خارجیہ کی وجہ سے مخصوص ہے لیکن اس آیت کریمہ میں کوئی دلیل خصوصی نہیں پائی جاتی بعض قرائن خارجیہ اس کے عموم کی تائید کرتے ہیں مثلاً یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمۃ اللعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے۔ لہذا رحمت کا عموم رسالت کے عموم کے عین مطابق ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے لئے رسول ہوں گے اسی کے لئے رحمت قرار پائیں گے۔

ارسلت الی الخلق کافۃ (صحیح مسلم) حدیث کی رو سے جب وہ ساری مخلوق کے لئے رسول ہوئے تو رسول عالمین قرار پائے۔ لہذا ضروری ہوا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہوں ثابت ہوا کہ جس طرح حضور کی رسالت تمام عالمین کے لئے عام ہے اسی طرح آپ کی رحمت بھی تمام جہانوں کے لئے عام اور ماسوی اللہ کو محیط ہے حضور کے رحمت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرتبہ ایجاد

میں تمام عالم کا موجود ہونا بواسطہ وجود سید الموجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایجاد ہیں حضور کے بغیر کوئی فرد ممکن وموجود نہیں ہوسکتا۔ وجود نعمت ہے اور عدم اس کی ضد۔ کل موجودات نعمت وجود میں حضور کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو ذات کسی کے وجود کا سبب اور واسطہ ہو وہ یقیناً اس کے لئے رحمت ہے۔ رحمت کی حاجت ہوتی ہے اور جس چیز کی حاجت ہو وہ محتاج سے پہلے ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام عالمین اپنے وجود میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محتاج ہیں اس لئے سب سے پہلے حضور کا وجود ضروری ہوگا۔ نیز یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے وجود کا سبب اور اس کے موجود ہونے میں واسطہ ہیں تو اس وجہ سے بھی حضور علیہ السلام کا عالمین سے پہلے موجود مخلوق ہونا ضروری ہے کیونکہ سبب اور واسطہ ہمیشہ پہلے ہوا کرتا ہے علاوہ ازیں اسی آیت سے حضور علیہ السلام کا اصل کائنات ہونا بھی ثابت ہے جیسا کہ صاحب تفسیر عرائس البیان ص ۵۲، ج ۲ اور صاحب تفسیر روح المعانی نے ص ۹۶ پ ۱۷، اسی آیت کے ذیل میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے اور سب جانتے ہیں کہ اصل کا وجود فروع سے پہلے ہوتا ہے اس لئے ذات پاک محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت اصل کائنات ہونے کی حیثیت سے کل وجودات اور عالمین سے پہلے ہے ایک اور آیت میں آپ کو اول المسلمین فرمایا گیا اسلام لانے والوں سے پہلے حضور اسی وقت ہوسکتے ہیں جبکہ حضور علیہ السلام سب سے پہلے ہوں۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱ میں فرمایا در حدیث صحیح وارد شدکہ اول ما خلق اللہ نوری۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور کو پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

(ایک شبہ کا ضروری ازالہ) شاید کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے ادم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی تمام اولاد کو باہر نکال کران سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا تھا معلوم ہوا کہ تمام بنی آدم کو ارواح آدم علیہ السلام کی پشت میں تھیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ پشت آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد کی ارواح نہیں نکالی گئی

تھیں بلکہ وہ ان کے اشخاص مثالیہ تھے۔ جو مثالی صورتوں میں ان کی پشت مبارک سے بہ قدرت ایزدی ظاہر کئے گئے تھے حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ ماں کے پیٹ میں نفخ روح کیا جاتا ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ نور محمدی اپنی عزت وکرامت کے مقام میں جلوہ گر رہا اور پشت آدم علیہ السلام میں اجزائے جسمانیہ کے جوہر لطیف کے انوار رکھے گئے تھے جو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔ (تطبیق) بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ نور محمدی پیشانی آدم میں جلوہ گر تھا جیسا رازی کی تفسیر کبیر میں ہے دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ وہ نور مبارک پشت آدم ہی میں تھا لیکن کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔

انسان العیون اور روح البیان ص۵۴۳، ج ۳ میں ہے سرکار نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا تجھے ستر ہزار مرتبہ نظر آنے والا تارہ میں تھا۔

(والدین حضور) کا زندہ ہونے کے بعد ایمان لانا اس لئے نہ تھا کہ معاذ اللہ کفر پر مرے تھے بلکہ صرف اس لئے ان کو زندہ کیا گیا کہ حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کی فضیلت بھی انہیں حاصل ہو جائے۔ حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کی بابت فقہ اکبر کی عبارت ماتا علی الکفر علی حذف المضاف ہے **اکر ماتا علی عهد الكفر**۔ یعنی موت حضور کی نبوت اور اسلام کے ظہور سے پہلے اس عہد میں ہوئی جو کفر و جاہلیت کا عہد اور زمانہ تھا یہ نہیں کہ معاذ اللہ وہ بحالت کفر مرے ہوں۔ ملا علی قاری نے کفر کے فتوے سے رجوع کر دیا اور توبہ کر کے دنیا سے رخصت ہوئے جیسا کہ حاشیہ نبراس ۵، ص ۵۲۶ پر ہے ملا علی قاری کے علاوہ بھی جن خوش عقیدہ لوگوں سے ایسی لغزش ہوگئی ہے ان کے حق میں بھی حسن ظن رکھنا چاہیے کہ مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کی بھی توفیق توبہ عطا فرما دی ہوگی۔ مواھب اللدنیہ ص۱۶، ۱۵، ج ۱ اور انسان العیون ص۵۷ ج ۱ میں ہے کہ ابرھہ کے ہاتھی نے جب عبد المطلب کے چہرے پر نگاہ کی تو اس نے ادب سے سجدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی بخشی ہاتھی نے کہا سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پیٹھ میں رہا ہے اے عبد المطلب ما ثبت بالسنۃ ص۷۸ میں ہے شب میلاد مبارک لیلۃ القدر سے [illegible] فضا [illegible]

لئے کہ میلاد کی رات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر حضور کو عطا کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات مقدسہ سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل قرار پائے گی- جو حضور کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے- نیز لیلۃ القدر نزول ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہوئی اور لیلۃ المیلاد بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور مبارک سے مشرف یاب ہوئی اور اس لئے بھی کہ لیلۃ القدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فضل واحسان ہے اور لیلۃ المیلاد میں تمام موجودات عالم پر اللہ تعالیٰ نے فضل واحسان فرمایا کیونکہ حصور رحمۃ للعالمین ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمام خلائق اہل سمٰوٰت والارضین پر عام ہوگئیں امام جسطلانی نے بھی مواھب اللدنیہ ص ۲۷،۲۶، ج ۱ پر لیلۃ القدر پر سب میلاد کے افضل ہونے پر بھی دلائل قائم فرمائے اور اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے-

میلاد کی خوشی کی برکت- فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۱۸، ج ۹- عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۹۵، ج ۲۰ میں ہے حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے- حضرت عباس نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر ہی کے دن پیدا ہوئے اور ثوبیہ نے ابولہب کو حضور علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کردیا تھا-

اعتراض: قرآن مجید میں ہے لایخفف عنھم العذاب- کافروں سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا- ابولہب کافر تھا اس کے حق میں تخفیف عذاب کیونکر متصور ہوسکتی ہے-

جواب: اس اعتراض کے جواب میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری ص ۱۱۱، ج ۹ میں لکھا- امام قرطبی نے فرمایا یہ تخفیف عذاب ابولہب کے ساتھ خاص ہے

اور اس شخص کی ساتھ جس کے حق میں تخفیف عذاب کی نص وارد ہوئی ابن میر نے حاشیہ میں کہا یہاں دو قضیے ہیں ایک تو محال ہے وہ یہ ہے کہ کافر کے کفر کے ساتھ اس کی اطاعت کا اعتبار کیا جائے استحالہ کی وجہ یہ ہے کہ طاعت کا معتبر ہونا قصد صحیح کی شرط سے مشروط ہے اور یہ کافر میں نہیں پایا جاتا دوسرا قضیہ یہ ہے کہ کافر کو اس کے کسی عمل پر محض بطور تفضّل کوئی فائدہ پہنچانا اور یہ بات عقلاً محال نہیں اور جب یہ دونوں باتیں ثابت ہوگئیں تو جاننا چاہیے کہ ابولہب کا ثوبیہ کو آزاد کرنا طاعۃ معتبو نہ تھی اور اس کے عمل پر اگر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق کچھ احسان فرمادے تو یہ ممکن ہے اس مسئلہ پر نفیاً اثباتاً توقیف ہی کی اتباع کی جاسکتی ہے یعنی تخفیف عذاب کی نفی اثبات کا قول درود نص پر موقوف ہے جس کے حق میں جو کچھ نص میں وارد ہوا اس کی اتباع کی جائے گی۔ میں (ابن حجر عسقلانی) کہتا ہوں کہ ابن منیّر کی اس تقریر کا تتمہ یہ ہے کہ ابولہب پر تفضّل یا اسی طرح کسی دوسرے کے حق میں جو احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوتا ہے وہ اس ذات کے اکرام کے لئے ہوتا ہے جس کے لئے کافر نے کوئی نیک کام کیا ہو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کو ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کیا تھا لہذا ابولہب کے حق میں تخفیف عذاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام واجلال کے لئے ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشی منانا ابولہب جیسے کافر کے حق میں مفید ہوسکتا ہے تو مومن مخلص کے حق میں ولادت باسعادت پر اظہار مسرت بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کی امید کا سبب قرار پاسکتا ہے۔ فقیر پر تقصیر نیر کہتا ہے کہ یہ وہ تخفیف نہیں جس کی کافر کے لئے نفی آئی ہے اس کا حال موت کے بعد تا قیامت ایسا رہا ہے اور ایسا ہی رہے گا تخفیف نہیں ہوگی۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا اعتراف:

مختصر سیرت الرسول ۱۳ مطبوعہ مکتبہ علمیہ لاہور ۱۹۷۹ء میں ہے۔ ترجمہ: ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولا میں تو آگ میں ہوں تاہم ہر پیر کو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور انگلی سے اشارہ کرتے

ہوئے کہنے لگا کہ ہر پیر کو میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے جسے پیتا ہوں اور مجھے یہ تخفیف اس وجہ سے ملتی ہے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا جب اس نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خبر دی تھی اور آگے پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں- ترجمہ: جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزا (عذاب سے تخفیف) دی جاتی ہے تو اس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی خوشی منائے- (مختصر سیرت الرسول ص ۱۵)- حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی روایت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں- ترجمہ: یہ روایت میلاد کے موقعہ پر خوشی اور مال صدقہ کرنے والوں کی دلیل اور سند ہے ابولہب جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کر لیتا ہے تو اس مسلمان کا کیا مقام ہوگا جس کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجزن ہو اور ایسے موقعہ پر خوشی کا اظہار کرے- (مدارج النبوت ص ۱۹۲)

امام القراء الحافظ شمس الدین ابن الجزری اپنی تصنیف عرف التحریف بالمولد الشریف میں لکھتے ہیں- (ترجمہ): جب وہ دشمن خدا ابولہب جس کی مذمت میں قرآن کی سورۃ نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو کہ آپ کا عاشق ہے میلاد کی خوشی سے کیا مقام پائے گا- خدا کی قسم میرے نزدیک اللہ کریم ایسے مسلمان کو اپنے محبوب کریم کی خوشی میں جنت النعیم عطا فرمائے گا- (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۸)

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی مولد الضاوی مولد الھاوی میں فرماتے ہیں (ترجمہ): یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ میلاد کی خوشی میں ثوبیہ کے آزاد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے عذاب میں کمی کر دی اور اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے (ترجمہ اشعار) جب ابولہب جیسے کافر و مشرک کے لئے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی اور ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق قرار دیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر خوشی کرنے کی بنا پر ہر سوموار کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو کتنا خوش نصیب ہوگا وہ مسلمان جس کی زندگی میلاد کی خوشیوں میں بسر ہو جائے (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۸)۔ فتاویٰ عبدالحی ص ۲۸۲' ج ۲ میں علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔ پس جب ابولہب جیسے کافر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو جو کوئی امتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی قدرت کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے کیونکر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا؟ (فتاوٰی عبدالحی ص ۲۸۲' ج ۲)

فتاویٰ رشید احمد لدھیانوی قسلکاً دیوبندی احسن الفتاویٰ ص ۳۴۷' ۳۴۸' ج ۱ میں استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لئے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو جو کوئی امتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۴۷' ۳۴۸' ج ۱)۔

الکرمانی شرح بخاری ۷۹:۱۹ میں ہے کافر کا وہ عمل اور بھلائی جس کا تعلق اللہ کے رسول کے ساتھ ہو اس پر کافر کو اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ امام بدرالدین عینی لکھتے ہیں (ترجمہ) وہ اعمال جن کا تعلق ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو اس کے ذریعے کافر کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ۳: ۹۵) امام قرطبی فرماتے ہیں جب نص صحیح میں آچکا ہے کہ کافر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے صلہ میں اجر ملتا ہے تو ایسے مقام پر اسے مانا جائے گا (عمدۃ الفتاویٰ شرح بخاری ص ۹۵' ج ۲)۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں۔ (ترجمہ): اللہ تعالیٰ اس ہستی کے اکرام کی خاطر فضل فرما دیتا ہے جس کے لئے کافر وہ عمل کرتا ہے۔ (عمدۃ القاری ۲: ۹۵)۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ عمل کرنے والا کون ہے بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ عمل کس کے لئے کیا ہے۔ عمل کرنے والا ابولہب کافر تھا اس سے اسے غرض ہی نہیں کیونکہ اس کی تو ساری شفقتیں اپنے محبوب کی وجہ سے ہیں۔

تاریخ ولادت باسعادت

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یوم میلاد سوموار کا دن تھا اس پر بھی قریباً علماء امت کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول کا بابرکت مہینہ تھا البتہ ماہ ربیع الاول کی کونسی تاریخ تھی ہم یہاں علماء محققین کی آراء ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے وہ باآسانی صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں گے۔

(۱)۔ تاریخ طبری ص ۱۲۵، ج ۲: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سوموار کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔

(۲)۔ تاریخ ابن خلدون ص ۹۰۷، ج ۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو ہوئی۔

(۳)۔ سیرت النبویہ ابن ہشام ص ۱۷۱ ج ۱ میں مشہور سیرت نگار امام محمد بن اسحاق سے نقل کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(۴)۔ علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی جو علم سیاست اسلامیہ کے ماہرین میں سے ہیں اور جن کی کتاب الاحکام السلطانیہ آج بھی علم سیاست کے طلبہ کے لئے بہترین ماخذ ہے اپنی کتاب اعلام النبوت ص ۱۹۲ میں لکھتے ہیں۔ واقعہ اصحاب الفیل کے پچاس روز بعد اور آپ کے والد کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ علوم قرآن وسنت اور فن تاریخ کے یہ وہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے یوم میلاد ۱۲ ربیع الاول ہی کو تحریر کیا ہے اور دیگر اقوال کا ذکر تک نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صحیح اور معتمد علیہ قول یہی ہے۔

(۵)۔ دور حاضر کے سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون اپنی کتاب محمد رسول اللہ ص ۱۰۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول عام الفیل کسریٰ نوشیروان کے عہد حکومت میں تولد ہوئے۔

(۶)۔ علامہ محمد رضا جو قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری کے امین تھے انہوں نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ ص ۱۹، ج ۲ میں لکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے دن فجر کے وقت ربیع لاول

شریف کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوئے - اہل مکہ حضور کے مقام ولادت کی زیارت کے لئے اسی تاریخ کو جایا کرتے ہیں-

(۷)- علامہ ابن جوزی الوفا ص ۹۰ میں لکھتے ہیں امام ابن اسحاق فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی-

(۸)- عیون الاثر ص ۲۶، ج ۲ میں امام الحافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحیٰ بن سید الناس الشافعی الاندلسی لکھتے ہیں- ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوموار کے روز ۱۲ ربیع الاول شریف کو عام الفیل میں پیدا ہوئے-

(۹)- سیرت ابن کثیر ص ۱۹۹، ج ۱ میں ہے حضرت جابر اور ابن عباسؓ دونوں سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور اسی روز یعنی بروز سوموار بعثت ہوئی اسی روز معراج ہوا اور اسی روز ہجرت کی اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ ۱۲ ربیع الاول مشہور ہے-

(۱۰)- اس کے پہلے راوی ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں ان کے بارے میں ابوزرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے- دوسرے راوی عفان ہیں ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ عفان ایک بلند پایہ امام صاحب ضبط واتقان ہیں تیسرے راوی سعید بن میناء ہیں ان کا شمار بھی ثقہ راویوں میں ہوتا ہے یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے مرفوع حدیث کی موجودگی میں کسی مورخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت نہیں ہرگز قابل تسلیم نہیں (ضیاء النبی ص ۳۸، ج ۲)-

(۱۱)- مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فن تقویم میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے انہوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تقویم تاریخی ہے ان کے نزدیک بھی صحیح تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے (ضیاء النبی ص ۳۸، ج ۲)

(۱۲)- اہل حدیث کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان الشمامۃ العنبر یہ مولد خیر البریہ ص ۷ میں لکھتے ہیں ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول عام الفیل

کو ہوئی جمہور علماء کا یہی قول ہے ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۱۳)۔ علمائے دیوبند کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع سیرت خاتم الانبیاء ص ۱۸ میں لکھتے ہیں۔ الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کے انقلاب کی اصل عرض آدم اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز ابراہیم کی دعا موسیٰ وعیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ رونق افزائے عالم ہوئے ہیں۔

مندرجہ بالا معتبر حوالہ جات سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہاں ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

عید میلاد منانا اور ماہ ربیع الاول میں اظہار فرحت و سرور اور صدقات و خیرات کرنا

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب اللدنیہ ص ۲۷ ج اول طبع مصری میں فرماتے ہیں

(ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھاتے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد کریم کی قرات کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ امر محجوب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن وامان ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کے لئے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد اس شخص کے لئے علت و مصیبت ہو جائے جس کے دل میں مرض و عناد ہے اور علامہ ابن الحاج نے مدخل میں طویل کلام کیا ہے ان چیزوں پر انکار کرنے میں جو لوگوں نے بدعتیں

اور نفسانی خواہشیں پیدا کر دی ہیں اور آلات محرمہ کے ساتھ عمل مولد شریف میں غناء کو شامل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے قصد جمیل پر ثواب دے اور ہمیں سنت کی راہ پر چلائے وہ ہمیں کافی ہے اور بہت اچھا وکیل ہے۔ روح البیان ص ۵۶، ج ۹ میں ہے (ترجمہ) امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر شکر ظاہر کرنا ہمارے لئے مستحب ہے۔ سیرت حلبیہ ص ۸۰ ج ۱ میں ہے (ترجمہ) بے شک عمل مولد کے لئے حافظ ابن حجر نے سنت سے اصل نکالی ہے اور اسی طرح حافظ سیوطیؒ نے بھی اور ان دونوں نے نا کہانی مالکی (منکر میلاد) پر اس کے اس قول میں سخت رد فرمایا ہے کہ (معاذ اللہ) عمل مولد بدعت مذمومہ ہے۔

مجمع بحار الانوار ص ۵۵ ج ۳ میں ہے۔ ربیع الاول کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار سرور کا حکم دیا گیا ہے۔ ماثبت بالسنۃ ص ۷۹ میں ہے (ترجمہ) اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے مہینے میں اس مقام پر شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ نے وہ پوری عبارت لکھی ہے جو مواہب اللدنیہ سے ابھی نقل کر چکے ہیں۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین ص ۸ میں ہے۔ شاہ عبد الرحیم شاہ ولی اللہؒ کے والد فرماتے ہیں میں ہر سال ایام مولود شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا تھا ایک سال قحط سالی کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بھنے ہوئی چنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چنوں سے بہت خوش اور مسرور ہیں۔ مولد النبی میں ابن جزری محدث شافعیؒ نے نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ تمام بلاد عرب وعجم میں میلاد مبارک کے انعقاد کا بیان مذکور ہے۔

(قیام میلاد اور صلوٰۃ وسلام)

سیرت حلبیہ ص ۸۰، ج ۱ میں ہے (ترجمہ) اور فوائد میں ایک فائدہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر لوگوں کی یہ عادت جاری ہوگئی ہے کہ ہم جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش مبارک کا

ذکر سنا فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور یہ قیام نیا کام ہے لیکن ہر نیا کام بدعت مذمومہ نہیں بدعت حسنہ ہے حضور کے ذکر مبارک کے وقت قیام پایا گیا ہے۔ امت محمدیہ کے جلیل القدر علام امام تقی الدین سبکی جو دین اور تقویٰ میں آئمہ کے مقتداء ہیں اور اس پر ان کے تابع ہوئے تمام مشائخ اسلام جو ان کے ہم عصر تھے چنانچہ منقول ہے کہ امام سبکیؒ کے پاس ان کے ہم عصر علماء کرام بکثرت جمع ہوئے ایک مداح رسول نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں صرصریؒ کے اشعار پڑھے (جن کا ترجمہ یہ ہے) اگر چاندی پر سونے کے حروف سے بہترین کاتب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح لکھے تب بھی کم ہے بے شک عزت وشرف والے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف بستہ قیام کرتے ہیں یا گھٹنوں پر دوزانو ہو جاتے ہیں۔ یہ اشعار سن کر امام سبکیؒ کھڑے ہو گئے اور ان کے ساتھ تمام اہل مجلس مشائخ علماء بھی کھڑے ہو گئے اور اس وقت بڑا انس حاصل ہوا مجلس پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور اس قسم کے واقعات مشائخ وعلماء کی اقتداء کے بارے میں کافی ہوتی ہیں۔ بالکل یہی مضمون اور امام سبکیؒ کا بمعہ رفقاء کا قیام فرمانا علامہ سید محمد اسماعیل حقی حنفیؒ نے تفسیر روح البیان ص ۵۶، ج ۹ میں نقل فرمایا۔ علمائے دیوبند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں یہی حاجی امداد اللہؒ شمائم امدادیہ ص ۸۸ میں فرماتے ہیں اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

شمائم امدادیہ ص ۹۳ میں حاجی امداد اللہؒ فرماتے ہیں۔ ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے (تمام اہل حرمین میلاد کرتے ہیں۔ (ارشاد مہاجر مکیؒ)

البتہ قیام کے وقت اعتقاد تولد کا نہ چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا

ذات بابرکات کا بعید نہیں ارشاد خداوندی صلوا علیہ وسلموا تسلیما مطلق ہے۔ ہر وہ حالت جو شرعا صلوٰۃ وسلام کے لئے مکروہ اور نامناسب نہیں آیت کریمہ کی رُو سے اس میں صلوٰۃ وسلام جائز ہوگا۔

وقت ولادت

طلوع صبح صادق کے فوراً بعد ظہور پُرنور ہوا۔ پاکستانی نظام الاوقات کے مطابق اس روز مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع 4 بج کر 20 منٹ پر ہوا تھا۔ عرب میں آج کل جو دوسرا نظام الاوقات رائج ہے اس کے مطابق اس دن طلوع صبح صادق کا وقت 9 بج کر 57 منٹ تھا اس وقت جیٹھ کی یکم تاریخ کو شروع ہوئے 12 گھنٹے 16 منٹ گزر چکے تھے (جشن میلاد النبی از قلم ڈاکٹر طاہر القادری)۔

نقشبندی پیر کہلوانے والوں کے لئے لمحہ فکریہ

خانقاہ معلّیٰ موسیٰ زئی شریف (جس کے خانقاہ سراجیہ والے خان محمد چکوال والے غلام حبیب عبدالمالک دوست محمد قریشی مرید کہلواتے ہیں) کے پیر و مرشد شاہ احمد سعید مدنی اثبات المولد والقیام ص ۲۲ مطبوعہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں فرماتے ہیں اہلسنت و جماعت میں سے پوری امت محمدیہ کا قیام مذکور کے استحسان پر اجماع ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا خدا میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ منکرین میلاد و قیام کے بارے صفحہ ۱۲ پر لکھا گمراہ ہو گئے پس قہر ضلالت میں گر گئے صفحہ ۱۳ پر منکرین میلاد و قیام کو شیطانی گروہ قرار دیا۔ صفحہ ۲۰ پر لکھا علمائے خیر البقاع و منفتیان مذاہب اربعہ یعنی علمائے مکہ مدینہ اور مفتیان مذاہب اربعہ حنفی شفاعی مالکی حنبلی کے مفتیان کرام نے میلاد و قیام کے استحباب کا فتویٰ دیا۔ صفحہ ۱۵ پر ہے پیران موسیٰ زئی کے مرشد شاہ احمد سعید مدنیؒ نے حسب ذیل رسائل بھی تصنیف فرمائے۔ (۱)۔ سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (اردو)۔ (۲)۔ الذکر الشریف فی اثبات المولود المتیف فارسی۔

(جلد ثانی کا انتظار کیجئے)

امام المحدثین برکت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الہند
شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث مدنی ثم الدہلوی رضی اللہ عنہ
کی بارگاہ الوہیت میں مناجات

اخبار الاخیار صفحہ ۲۷۷ میں بارگاہِ الٰہی میں عاجزانہ دُعا مانگتے ہیں۔ اے اللہ عزوجل! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فسادِ نیّت موجود رہتی ہے مگر مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے " کہ محفل میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا رہا ہوں۔ اے اللہ عزوجل! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اس لئے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے دُعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی"

نیرّ ملت کی دیگر تصانیف

1۔ دلائل قویہ در حقانیت مذہب حنفیہ
2۔ نیرّ صداقت بجواب براہین اہلسنت
3۔ وعید شدید دربارہ یزید پلید
4۔ قول سدید در زم یزید
5۔ مشرک کون؟ بدعتی کون؟
6۔ انگریز کے پٹھو کون؟
7۔ دعا بعد نماز جنازہ
8۔ نماز جنازہ کے بعد مسنون دعائیں
9۔ تحفہ سواگیہ بجواب تحفہ سعدیہ
10۔ نورانیت النبی ﷺ
11۔ مذہب اہلبیت
12۔ افضل الخلق بعد الانبیاء صدیق اکبرؓ
13۔ خلیفہ بلافصل
14۔ مسئلہ سماع موتیٰ
15۔ علم غیب
16۔ صحاح ستہ اور فقہ حنفیہ
17۔ القول الصحیح فی حیات المسیح
18۔ مسائل حج وعمرہ
19۔ کشفِ حقیقت
20۔ سیدنا امیر معاویہؓ

فاتح کربلا
قیمت 200 روپے

اور
دیگر تصانیف
منگوانے کا پتہ

(جلد اول)
مقالات نیرّ
قیمت 200 روپے

ادارہ تحقیقات نیرّ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ
0303-7448830 -- 0300-8762360

TAHIR HASSAN
0315-3451272